Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

Received: 18th Feb, 2024 | Accepted: 11th June, 2024 | Available Online: 30th June, 2024
Digital Object Identifier: 10.52015/daryaft.v16i01.384

ڈاکٹر عمران ظفر کی مزاحیہ شاعری میں سماجی رویوں پر طنز

Satire on Social Attitudes in Humorous Poetry of Dr. Imran Zafar

DR. ALI BAYAT [1] **AND AAMIR BASHIR** [2]
[1] Associate Professor, Department of Urdu, University of Tehran, Iran
[2] Research Scholar Urdu, Riphah International University Faisalabad Campus, Pakistan
Corresponding author: Aamir Bashir (ibnebashir705@gmail.com)

ABSTRACT Humor is the integral part of human life. To escape the seriousness and pain of life, Satire and Humor writers created various forms of humor to temporarily diminish the impact of the harsh realities of life. All these writers try to spread a smile on the faces of human being. Due to social disorders, issues and domestic situations; cause mental stress for the modern man. Such a job of humorist is like a good psychiatrist who strives to reduce environment pressure through his humor. This article describes the satires on social attitudes in the humorous poetry of Dr. Imran Zafar, who has currently become the source of reducing nervous conflict of human race. In his poetry he described the different aspects of social attitudes in a very derisory Humorous style. His books "CORONA MERY AGY" (کرونا مرے آگے) and "SHER AYA SHER AYA" (شعر آیا شعر آیا) are the masterpiece of humor writings. His sense of jocularity becomes more entertaining and fascinating while describing the life from different angles. This article not only discusses his writing style but also reflects the way Dr Imran Zafar used to reflect aesthetic sense to show his inclination towards humor as well as he showed the unwanted aspects of social attitudes. After gone through his humorous poetry his satire on social attitudes has been revealed which described for the purpose of making reforms in the society.

Keywords Humor, Society, COVID-19, Distortion, Parody, Satire, Social inequality, humorist.

کوئی بھی معاشرہ جب محرومیوں اور حالات کے نشیب و فراز کی وجہ سے گھٹن محسوس کرنے لگتا ہے تو ادب میں ظرافت کے عناصر اس حبس زدہ ماحول میں تازہ ہوا کے جھونکوں کا کام کرتے ہیں۔ یہ ایک گھٹن زدہ معاشرے میں ہوا دان کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں ۔ اردو ادب میں بھی ظرافت نے ہمیشہ استبدادِ زمانہ کے ہاتھوں پیدا ہونے والی محرومیوں اور افسردگی کے چھائے بادلوں کو ہٹانے کا کام کیا ہے۔ اردو زبان و ادب کو آغاز ہی سے بہترین مزاح نگار میسر آئے۔ اردو میں طنز و مزاح کی تاریخ پر طائرانہ نگاہ ڈالنے سے جعفر زٹلی کا بے لاگ طنز مزاح کے پردے میں ملتا ہے تو اکبر الہ آبادی کے کلام میں دردمندی پائی جاتی ہے، راجہ مہدی علی خاں کی خالص مزاح نگاری ہے تو مجید لاہوری کی بے باکی، حاجی لق لق کی کلاسیکی شاعری کی تحریف اور دلاور فگار کے کلام کی شائستگی ملتی ہے۔ قدیم دور سے آگے قدم بڑھائیں تو پطرس بخاری کا منفرد اسلوب اپنی پہچان بنائے ملتا ہے۔ کرنل محمد خان کی شگفتہ تحریروں میں عسکریت مسکرا رہی

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

ہے تو شفیق الرحمٰن کے قہقہوں کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ مشتاق احمد یوسفی ترسیلِ زر کا انتظام وانصرام کرتے ہوئے مزاحیہ ادب میں اپنا سکہ بٹھاتے ہیں۔

اکیسویں صدی میں جن مزاح نگاروں نے اس ادبی روایت کو آگے بڑھایا ان میں ایک نام ڈاکٹر عمران ظفر کا ہے جنھوں نے اپنے طنزیہ ومزاحیہ خیالات واحساسات کے اظہار کے لیے اردو شاعری کو وسیلہ بنایا۔ ادیب چونکہ کسی بھی معاشرے کا سب سے حساس فرد ہوتا ہے۔ وہ معاشرے میں ہونے والے تغیرات کا سب سے زیادہ اثر لیتا ہے۔ مثبت تبدیلی پر اگر ادیب واہ واہ کرتا ہے تو منفی تغیراتِ زندگی پر آہ کرنے سے نہیں بچ سکتا۔ وہ کسی بھی معاشرتی بگاڑ، کج روی یا ایذا کوشی کو طنز کا نشانہ بنائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مقالہ ہذا میں بھی ڈاکٹر عمران ظفر کی شاعری میں مزاح کے پردے میں سماجی رویوں پر کیے گئے طنز کو اجاگر کیا گیا۔ یہ طنز اصلاح معاشرہ کے لیے کیا گیا ہے لہذا سماج کے منفی رویوں کو مزاح کے پردے میں پیش کرکے طنز کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

مزاح انسانی زندگی کا جزوِ لازم ہے۔ اسی بنا پر بنی نوع انسان کو حیوانِ ظریف کہا جاتا ہے۔ حسِ مزاح وہ حس ہے جو انسان کو دوسرے تمام جانداروں سے ممتاز بناتی ہے۔ گوتم بدھ کے خیال میں یہ دنیا دکھوں کا گھر ہے اور انسان ہمہ وقت مختلف انواع کے غموں میں گھرا رہتا ہے۔ یحییٰ آرین پور ایک ایرانی محقق کا خیال ہے کہ:

> "وہ ادبی صنف جس کو انگریزی میں سٹیر (satire) کہا جاتا ہے اور فارسی میں طنز کے نام سے پہچانا جاتا ہے، تحریر کا وہ طریقہ ہے جس میں زندگی کے ناموزوں، منفی اور بدصورت پہلوؤں کی ہجو آمیز شکل پیش کی جاتی ہے اور معاشرے کے عیوب اور برائیوں کو یعنی موجودہ صورت سے اغراق کے ساتھ بدصورت اور بدہیئت دکھایا جاتا ہے تاکہ وہ صفات اور خصوصیات واضح ہو کر نظر آئیں۔ اس طرح معاشرے کی موجودہ کیفیت، آئیڈیل صورت سے ممتاز ہو کر سامنے آتی ہے۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ طنز نگار کا قلم ہر مردہ اور بوسیدہ چیز سے اور ہر اُس چیز سے جو زندگی کی ترقی اور پیشرفت کے راستے میں رکاوٹ بن جاتی ہے، کسی درگزر اور بخشش کے بغیر، لڑتا ہے۔"[۱]

جب طنز نگار کی یہ حیثیت ہے تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ انسان نے مشکلات، غم اور دکھ سے نجات حاصل کرنے کے لیے مزاح کا سہارا لیا۔ زندگی کی سنجیدگی اور آلام سے بچنے کے لیے مزاح نگاروں نے مختلف صورتوں میں مزاح تخلیق کیا تاکہ زندگی کے تلخ حقائق کی مدت کو عارضی طور پر کم کیا جاسکے۔ طنزومزاح نگار وقتی طور پر مزاح کے رنگ بکھیر اور طنز کے نشتر چلا کر انسان کے لبوں پر تبسم بکھیرنے کی کامیاب کوشش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر اشفاق احمد ورک اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "زندگی چونکہ کسی ایک رنگ، رویے، زاویے اور رواج کا نام نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ کار لامحدود ہے۔ اسی طرح زندگی کی عکاسی کرنے والے ادب میں بھی بے شمار رنگ اور رویے ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ ان میں ایک رنگ یا رویہ طنزومزاح کا بھی ہے جو اتنا ہی قدیم ہے جتنا بذاتِ خود ادب یا زندگی۔"[۲]

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

ڈاکٹر عمران ظفر عہدِ حاضر کے نامور مزاح نگار ہیں۔ وہ ۸ مارچ ۱۹۷۸ء میں جھنگ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے میٹرک کا امتحان ۱۹۹۳ء میں گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول، جھنگ سے پاس کیا۔ ایف اے کا امتحان پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت سے ۱۹۹۵ء میں فیصل آباد بورڈ سے پاس کیا۔ ۱۹۹۷ء میں گورنمنٹ کالج جھنگ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اورینٹل کالج، لاہور سے ایم اے اردو کا امتحان ۲۰۰۰ء میں پاس کیا۔ بعد ازاں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد سے ”اردو شاعری میں تحریف نگاری کی روایت“ کے موضوع پر تحقیقی مقالہ قلمبند کر کے ایم فل اردو کی۔ ۲۰۱۴ء میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد سے ”اردو ادب میں فیض شناسی کی روایت“ پر ڈاکٹریٹ کا تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی مکمل کی۔ ڈاکٹر عمران ظفر ۲۰۰۲ء میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں اردو کے لیکچرر منتخب ہوئے اور آج کل بطور پروفیسر اور صدرِ شعبہ اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔

اردو ادب میں وہ بحیثیت مزاح نگار شاعر، محقق، نقاد، مدون مدیر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے ہیں۔ ان کی سنجیدہ اور مزاحیہ شاعری ایک منفرد رنگ و آہنگ رکھتی ہے۔ ڈاکٹر عمران ظفر نے طنز و مزاح کے پردے میں جن معاشرتی ناہمواریوں اور انسانی رویوں کو موضوع بنایا ہے وہ ہماری معاشرت کے تلخ حقائق ہیں۔ انھیں بطور فیض شناس بھی ادبی دنیا میں جانا جاتا ہے۔ انھوں نے زمانہ طالب علمی ہی میں بچوں کے لیے کہانیاں لکھیں جو ”نونہال“ اور ”تعلیم و تربیت“ میں شائع ہوئیں۔ بعد ازاں شاعری، تدوین، تحقیق اور تنقید کی جانب راغب ہوئے۔ ان کے تحقیقی و تنقیدی مضامین مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ روزنامہ ”صداقت“ لاہور سے بھی وابستہ رہے۔ مزاحیہ شاعری کے حوالے سے ان کے اب تک درج ذیل شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں:

۱۔ شعر آیا شعر آیا

مزاحیہ شاعری کے حوالے سے ڈاکٹر عمران ظفر کا یہ پہلا شعری مجموعہ ۲۰۱۹ء میں کری ایٹو پبلشرز، فیصل آباد سے شائع ہوا۔ ایک سو اکیس صفحات پر مشتمل اس شعری مجموعے کا دیباچہ پروفیسر ڈاکٹر مختار حر نے ”شعر تھا فتنہ گرو سرکش و چالاک ترا“ کے عنوان سے لکھا جس میں انھوں نے جھنگ کی ادبی روایت اور ڈاکٹر عمران ظفر کی مزاحیہ شاعری کے خصائص بیان کیے ہیں۔ یہ شعری مجموعہ مزاحیہ نظموں، غزلوں اور قطعات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب پر ڈاکٹر انعام الحق جاوید، ڈاکٹر سعید احمد اور ڈاکٹر محمد سعید کی آراء بھی شامل ہیں۔

۲۔ کرونا مرے آگے

ڈاکٹر عمران ظفر کا دوسرا مزاحیہ شعری مجموعہ ”کرونا مرے آگے“ کے عنوان سے ۲۰۲۰ء میں کری ایٹو پبلشرز، فیصل آباد سے شائع ہوا۔ اس شعری مجموعے کا دیباچہ عصرِ حاضر کے معروف مزاحیہ شاعر ڈاکٹر سید مظہر عباس رضوی نے ”ڈاکٹر عمران ظفر کی کرونائی شاعری“ کے عنوان سے لکھا۔ اس کے علاوہ معروف مزاح نگار ڈاکٹر محسن مگھیانہ نے اپنی رائے ”ہنسو نا مرے آگے“ کے عنوان سے قلمبند کی ہے جو اس شعری مجموعے میں شامل ہے۔ اس شعری مجموعے کا عنوان مرزا غالب کے ایک مصرعے میں تحریف کر کے رکھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں عطاء الحق قاسمی، سرفراز شاہد، ڈاکٹر انعام الحق جاوید اور ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری کی آراء بھی فلیپ پر موجود ہیں۔ تحقیق، تنقید، ترتیب، تدوین اور طبع زاد کتب کے زمرے میں ڈاکٹر عمران ظفر کی درج ذیل کتب رکھی جا سکتی ہیں:

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024
تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

۱۔ "تحریفاتِ کلامِ اقبال" (تحقیق و ترتیب)
۲۔ "فیض کے نایاب خطوط" (تحقیق و ترتیب)
۳۔ "کفِ گل چیں" (تحقیق و ترتیب)
۴۔ "خواب دیدہ" (مضامین کا انتخاب)
۵۔ "کلیات صفدر سلیم" (تحقیق و ترتیب)
۶۔ "دشتِ محبت" (سنجیدہ شاعری)
۷۔ "اردو شاعری میں پیروڈی کی روایت" (زیرِ طبع)

ادیب چونکہ کسی بھی معاشرے کا سب سے بڑا نبض شناس ہوتا ہے وہ جہاں بھی معاشرے کے جسم میں فاسد مادوں کو دیکھتا ہے وہاں طنز کے نشتر لیے سرجری کے لیے پہنچ جاتا ہے۔ اس کا نشتر فاسد مادوں کو نکالتا بھی رہتا ہے اور متاثرہ شخص کو ہنساتا بھی رہتا ہے۔ ادیب کا کام اپنے مشاہدے کے بل بوتے پر سماجی اور معاشرتی بیماریوں کی نشاندہی کر کے ان کی اصلاح کے اسباب بتانا ہوتا ہے۔ بقول ڈاکٹر انور جمال:

"زندگی کی مضحک صورتِ حال کا مشاہدہ کر کے اس کا ٹھٹھہ اُڑانا "مزاح" ہے۔ حیات کی وہ ناہمواریاں جو عام انسانوں کی نظروں سے اوجھل رہتی ہیں ایک دوربین فنکار انہیں نہایت قریب سے دیکھتا ہے اور پھر اس پر اس انداز سے فقرے کستا ہے کہ اس کا مذاق تخلیقی پیرایہ اختیار کر لیتا ہے۔"(۳)

مزاحیہ شاعری کے حوالے سے ڈاکٹر عمران ظفر نے اپنے گوناگوں اور متنوع افکار و خیالات کو اشعار کے پیکر میں ڈھالا ہے اور انھیں مزاح کا رنگ دیا ہے۔ ان کی شاعری میں انسان کے معمولاتِ زیست کو ظریفانہ انداز میں موضوع بنا کر شعری صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ انھوں نے اپنے عہد کے حالات و واقعات اور مسائل و عوامل کو فکاہیہ انداز میں شاعری کے ذریعے قاری کے سامنے لانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ ذیل میں ڈاکٹر عمران ظفر کی مزاحیہ شاعری کے موضوعات، امائل اور دیگر خواص کا تحقیقی انداز میں احاطہ کرتے ہوئے ان کے دو مزاحیہ شعری مجموعوں کے تناظر میں لیا گیا ہے۔

اردو کے مزاحیہ شعری ادب میں جعفر زٹلی سے لے کر معاصر دور کے مزاحیہ شاعروں نے معاشرے میں پھیلی بدعنوانی کو موضوع بنایا ہے اور متنوع انداز میں اس پر چوٹ کی ہے۔ ڈاکٹر عمران ظفر چونکہ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ خود ایک سرکاری افسر بھی ہیں اسی لیے وہ سرکاری دفاتر میں بدعنوان عناصر اور کالی بھیڑوں کی کارستانیوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ انھوں نے اپنی مزاحیہ شاعری میں ان عناصر کو طنز کا نشانہ بنایا ہے۔ ڈاکٹر عمران ظفر نے ایک رشوت خور سرکاری افسر کی کرپشن بے نقاب کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی ذہنی پستی اور نفسیاتی حقیقت کو بھی ہدف تنقید بنایا ہے۔ اس حوالے سے ان کا قطعہ "ایمان دار افسر" پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے:

رقعہ نہ سفارش پہ کب کام کیے میں نے؟
اس سال ہوئی جتنی میرٹ ہی پہ بھرتی ہے

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024
تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

کچھ لوگوں سے میں نے ہاں! رشوت ہی طلب کی ہے
”ڈاکہ تو نہیں ڈالا چوری تو نہیں کی ہے“(۴)

بدعنوانی اور کرپشن کے تناظر میں ان کی لاجواب مزاحیہ نظم ”قلفی کھوئے ملائی والی“ لائقِ تحسین ہے۔ اس میں انھوں نے بدعنوان عناصر کو آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ جعلی ڈگری لے کر ایوانِ اقتدار میں پہنچنے والے سیاستدانوں پر چوٹ کی ہے۔ اقربا پروری، سفارش اور رشوت طلب کر کے میرٹ کی دھجیاں بکھیرنے والے عناصر کو بھی انھوں نے بے نقاب کیا ہے۔ ایک غزل میں انھوں نے ان ممتحنین پر طنز کیا ہے جو پیسے لے کر نالائق بچوں کو امتحانات میں کامیابی دلانے میں سہولت کاری کرتے ہیں۔ اسی طرح ”قومی ادارہ برائے احتساب“ کی کارستانیوں کو بھی انھوں نے بے نقاب کیا اور رشوت ستانی، سیاستدانوں کی نااہلی اور مفاد پرستی پر خفیف انداز میں طنز کی ہے۔

میاں بیوی کی نوک جھونک

ڈاکٹر عمران ظفر کی مزاحیہ شاعری میں شوہر اور بیوی کے درمیاں نوک جھونک کو شگفتہ انداز میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ میاں بیوی اردو مزاحیہ شعرا کا محبوب موضوع ہے جس کو ہر مزاحیہ شاعر نے اپنے اپنے انداز میں پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے علامہ اقبال کی نظموں ”شکوہ“ اور ”جوابِ شکوہ“ کی طرز پر دو نظمیں ”شوہر کا شکوہ“ اور ”بیوی کا جوابِ شکوہ“ کے عنوانات سے قلمبند کی ہیں۔ شوہر زن مریدی اور بیوی کے طعنے سننے سے اکتاہٹ کا اظہار کرتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار یوں کرتا ہے:

کیوں زیاں کار بنوں سود فراموش رہوں
زن مریدی ہی کروں اور میں مدہوش رہوں
طعنے بیگم کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا میں کوئی بزدل ہوں جو خاموش رہوں(۵)

دوسرے بند میں اپنی بیوی کی ظاہری شکل و صورت پر طنزیہ وار کرتا ہے اور اس کے ڈولے کو موت کے گولے سے تشبیہ دیتا ہے۔ وہ خواتین کے بناؤ سنگھار کو ایک فریب اور سراب قرار دیتا ہے اور بیوی کی احسان فراموشی پر شکوہ کناں ہے۔ دوسری نظم میں ”بیوی کا جوابِ شکوہ“ میں بیوی کے گلے شکوے اور شوہر کی برائیوں کو مزاحیہ انداز میں سامنے لایا گیا ہے۔ وہ اپنے شوہر کی کنجوسی، بے وفائی اور گنجے پن پر طنزیہ جملے کستی ہے۔ ساس اور بہو کے مابین پیدا ہونے والی رقابت اور بیوی کی فرمائشیں پوری نہ ہونے پر جو طنزیہ وار خواتین کرتی ہیں اور جلی کٹی سناتی ہیں، ان کو ڈاکٹر عمران ظفر نے مذکورہ نظم میں کامیابی سے اس نظم کی صورت میں بیان کیا ہے۔ ذیل میں نمونے کے طور پر دو اشعار دیے گئے ہیں جو بیوی کے جذبات کی عکاسی کرتے ہیں:

سیلری اپنی، فقط ماں کو تھمائی تو نے
آج تک مجھ کو کبھی سیر کرائی تو نے؟
کوئی ساڑھی، کوئی پشواز دلائی تو نے؟
ایک بھی رسمِ وفا مجھ سے نبھائی تو نے؟(۶)

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

شاعر نے ایک غزل صفدر سلیم سیال کی نذر کی ہے، اس میں بھی شوہر اور بیوی کے درمیان ہونے والی نوک جھونک کو کامیابی سے موضوع بنایا ہے۔ میاں اور بیوی کے جذبات پر انھوں نے کئی نظمیں، غزلیں اور قطعات تخلیق کیے ہیں۔ انھوں نے اپنی مزاحیہ شاعری میں میاں اور بیوی کو جس انداز میں پیش کیا ہے، یا جس طرح ازدواجی معاملات سے مزاح پیدا کیا ہے، وہ قابلِ تحسین ہے کیونکہ بہترین مزاحیہ شاعر وہی ہوتا ہے جو گردوپیش کے احوال اور انسانی نفسیات کو ملحوظِ خاطر رکھے۔ ازدواجی زندگی کے مثبت اور منفی پہلو بیان کرتے ہوئے ان کے اشعار بھرپور مزاح سے لبریز نظر آتے ہیں۔

کرونائی مزاحیہ شاعری

کرونا وائرس ایک خطرناک نوعیت کا خوردبینی جرثومہ ہے۔ اس کی شناخت پہلی بار ۲۰۱۹ء میں چین کے شہر ووہان میں ہوئی۔ یہ وائرس تیزی سے پھیلنے والی وبا کی شکل میں پوری دنیا میں پھیلا جس کی وجہ سے پوری دنیا کا نظام منجمد ہو کر رہ گیا اور ہر انسان ایک دوسرے سے سماجی فاصلہ رکھنے لگا۔ اس ساری صورت حال پر مختلف ادیبوں اور تخلیق کاروں نے اپنے فن پارے تخلیق کیے۔ عمران ظفر نے کرونا وائرس کی وجہ سے ہماری انفرادی اور سماجی زندگیوں، معاشرت اور رویوں میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کو فکاہیہ انداز میں موضوع بنایا اور تضمین نگاری اور تحریف نگاری جیسے حربوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کرونائی صورت حال کو اپنی شاعری میں بیان کیا ہے۔ اس حوالے سے ان کا ایک قطعہ بعنوان ”کرونا مرے آگے“ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں کرونا وبا کے ساتھ ساتھ مچھر سے پیدا ہونے والی وبا ڈینگی پر بھی مزاحیہ صورت حال پیدا کی گئی ہے:

سو بار وباؤں سے لڑا ہوں میں، اگرچہ
”آتا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا مرے آگے“
کس سمت میں جاؤں کہ وباؤں میں گھرا ہوں
ڈینگی مرے پیچھے ہے، کرونا مرے آگے(۷)

ڈاکٹر عمران ظفر نے کرونا وبا کی وجہ سے پریشان حال اور پژمردہ چہروں پر اپنے مزاحیہ کلام سے ہنسی بکھیرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ انھوں نے اس عالمی وبا کے تناظر میں ہونے والے سماجی رویوں میں تبدیلی، اخلاقی زبوں حالی اور مذہبی منافرتوں کو ہوا دینے کی سازشوں کی نشاندہی کرتے ہوئے مزاح کا سہارا لیا ہے۔ اپنی مزاحیہ شاعری میں لطیف پیرائے سے جس سلیقے اور مہارت سے کرونائی وبا کے مختلف پہلوؤں، اس کے سماجی اثرات، عالمی پابندیوں اور غیر سنجیدہ انسانی رویوں سے قاری کو ہلکے پھلکے اور دلچسپ انداز میں آگاہ کیا ہے، یہ انھی کا اختصاص ہے۔ خطرناک وائرس سے پریشان حال عوام کو گدگدانے کی کوشش کرتے ہوئے انھوں نے کرونا کے اثرات پر کئی مزاحیہ قطعات اور غزلیں لکھی ہیں۔ "واہ رے کرونا...!" میں انھوں نے لاک ڈاؤن کے سبب آبادی میں ہونے والے اضافے کو بیان کیا ہے۔ قطعہ ”لاک ڈاؤن“ خانگی جھگڑوں اور انسانوں میں پیدا ہونے والی کاہلی کو بیان کیا ہے۔ ”اے کاش“ میں کرونا کا علاج دیسی ٹوٹکوں سے کرنے والی عوام کو آڑے ہاتھوں لیا گیا ہے۔ انھوں نے ہماری قوم میں پھیلی اجتماعی جہالت کو بھی کرونا وبا کے تناظر میں طنز کا نشانہ بنایا ہے:

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

ہمیں جو صدیوں سے لاحق مرض ہے اس کی جگہ
کرونا کچھ بھی نہیں، عارضی مصیبت ہے
دعا ہے رب سے یہی اس سے بھی نجات ملے
ہماری قوم کی رگ رگ میں جو جہالت ہے(۸)

ڈاکٹر عمران ظفر نے مہارت سے انسانی روزمرہ زندگی کو کرونا وبا کے تناظر میں دیکھنے کی کوشش کی ہے اور ظریفانہ انداز اختیار کیا ہے۔

عیدِ قرباں

اردو مزاحیہ شاعری میں عیدِ قرباں ایک مستقل موضوع کی حیثیت رکھتا ہے۔ڈاکٹر عمران ظفر نے بھی لاتعداد قطعات، نظمیں اور غزلیں اس حوالے سے تخلیق کی ہیں۔انھوں نے عید قرباں پر ہماری زیادہ کھانے کی عادت پر طنز کیا ہے۔اس حوالے سے قطعہ ”بکرا عید پر“ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔اس قطعے میں عیدِ قرباں پر طبقاتی اثرات کو شگفتہ پیرائے میں قلمبند کیا گیا ہے اور معاشی طور پر بد حال طبقے کے احساسِ محرومی پر دکھ کا اظہار کیا ہے۔ نظم ”اصلی بکرے کی پہچان“ میں انھوں نے بکروں کی شکل وصورت اور جدید اقسام بیان کی ہیں۔ بکروں کی شناخت کے حوالے سے بھی شگفتہ پیرائے میں بحث کی ہے۔اس حوالے سے درج ذیل اشعار قاری کے لبوں پر تبسم بکھیر دیتے ہیں:

اگر جیکٹ پہن کے پھر رہا ہو بکرا منڈی میں
سمجھ لینا کہ فاٹا سے ہے طالبان کا بکرا
اگر تجھ کو کہے ”تینکوں“ اگر خود کو کہے ”مینکوں“
میانوالی سے ہوگا یا کہیں ملتان کا بکرا
اگر چارہ چباتے، بیڑا و نسوار مانگے وہ
تو پھر ہوگا پشاور سے کسی اک خان کا بکرا(۹)

شاعر نے عید قرباں پر گوشت کی غیر منصفانہ تقسیم اور قصائیوں کی لوٹ مار پر طنز کے نشتر چلائے ہیں۔”کرونائی عید مبارک“ میں کرونا کی صورت حال میں عید کے تہوار اور اس تناظر میں سماجی فاصلے کو مزاحیہ طور سے بیان کیا ہے۔

ملکی مسائل کی عکاسی

وطنِ عزیز پاکستان کو کئی نوعیت کے مسائل درپیش ہیں۔ برآمدات کی کمی، ماحولیاتی آلودگی، آب وہوا میں تبدیلی، زرعی زمین کا تیزی سے کم ہوتے جانا، توانائی کا بحران، جہالت، آبادی میں بے قابو اضافہ وغیرہ اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ڈاکٹر عمران ظفر چونکہ ملکی مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں، اسی لیے انھوں نے پاکستان کو لاحق خطرات کو طنزیہ انداز میں اجاگر کیا ہے۔انھوں نے پاکستان میں دہشت گردی کے سبب ہونے والے جانی ومالی نقصان پر روشنی ڈالی ہے اور دہشت پسندوں اور خود کش بمباروں کو طنز کا نشانہ بنایا ہے۔

اس تناظر میں ان کا قطعہ ”فدائی“ قابلِ مطالعہ ہے:

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

جرمِ عظیم کر کے شہادت کے نام پہ
وہ بے گناہ جانوں کا نقصان کر گیا
خود کو اڑا کے بم کے دھماکے سے، رات کو
"اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا"(۱۰)

پاکستان میں زیادہ تر توانائی تیل اور ایندھن کے دیگر ذرائع سے بنائی جاتی ہے اور یہ اشیا پاکستان درآمد کرتا ہے جس پر کثیر تعداد میں زرِ مبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ ہمارے اربابِ اختیار نے بجلی پیدا کرنے کے دیگر ذرائع جیسے شمسی توانائی، جوہری توانائی، پن بجلی اور ہوا سے بجلی پیدا کرنے کے حوالے سے کام نہیں کیا جس کی وجہ سے پاکستان اپنی توانائی کی طلب اور رسد میں توازن پیدا کرنے میں یکسر ناکام ہے۔ ڈاکٹر عمران ظفر نے اس بحران کو پاکستان کا ایک بڑا مسئلہ قرار دیا ہے۔ پاکستان میں مئی تا ستمبر پانچ ماہ شدید گرمی پڑتی ہے۔ گرمی کے ستائے ہوئے عوام کو لوڈشیڈنگ کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو انھیں دوہرے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ انھوں نے اس تناظر میں "گرمی اور لوڈشیڈنگ" کے عنوان سے تخلیق کردہ قطعے میں صورت حال کی گھمبیر تا کو یوں بیان کیا ہے:

سارا سارا دن کبھی بجلی یہاں ہوتی نہیں
ہر کوئی رونا ہے روتا بیٹھ کے تقدیر کا
کس قدر جینا ہے مشکل ہم سے یہ ہرگز نہ پوچھ
"صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا"(۱۱)

انھوں نے "بجلی کی لوڈشیڈنگ" کے عنوان سے لکھے گئے قطعے میں کاروبار اور معیشت پر لوڈشیڈنگ کی وجہ سے پڑنے والے اثرات پر ٹھٹھہ اڑایا ہے۔ وہ اپنے ملک کی حالت زار پر اپنے اربابِ اختیار پر پھبتی کستے نظر آتے ہیں۔ توانائی کے بحران کے بعد مہنگائی میں ہوش ربا اضافہ بھی غریب عوام کے لیے بڑا مسئلہ ہے جس نے عوام کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ انھوں نے لاک ڈاؤن میں غریب آدمی کو درپیش معاشی مشکلات کو موضوع بنایا ہے۔ اس حوالے سے جنید آزر کی غزل میں تحریف نگاری کرتے رہوئے ظریفانہ پہلو کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا ہے:

وبا کو مفت میں بدنام کر ڈالا زمانے نے
غریبوں کو تو فاقوں ہی کی نوبت مار دیتی ہے(۱۲)

بین الاقوامی معاملات

ڈاکٹر عمران ظفر نے ملکی معاملات کے ساتھ بین الاقوامی سیاسی، معاشی، سماجی، دفاعی حالات اور خارجہ پالیسی پر بھی شعر تخلیق کیے ہیں اور فکاہیہ انداز اپنایا ہے۔ وہ ایک ماہر صحافی کے مانند پاکستان کے بین الاقوامی تعلقات پر بھی بھرپور نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اس تناظر میں ان کا قطعہ "واٹر ڈے" اہمیت کا حامل ہے۔ اس قطعے میں انھوں نے بھارت اور پاکستان کے مابین ہونے والے سندھ طاس معاہدے اور بھارت کی جانب سے کی جانے والی صریحاً خلاف ورزی پر پھبتی کسی ہے۔ شاعر نے بھارت کی آبی جارحیت کے ساتھ ساتھ

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

اقوامِ متحدہ کی معنی خیز خاموشی، مجرمانہ غفلت اور دوہرے معیار پر طنز کی ہے۔"واہ رے پڑوسی" کے عنوان سے تخلیق کردہ قطعے میں بھارت کی منافقانہ اور مکارانہ پالیسیوں پر طنز ہے۔بھارت میں حکمران طبقے کی بنیاد پرستی، شدت پسندی، دہشتگردی، ہندو سوچ اور چانکیائی سیاست کو بے نقاب کیاہے اوربظاہر دوستی بباطن دشمنی پر طنز کے نشتر چلائے ہیں۔اس حوالے سے درج ذیل اشعار صورت حال کوواضح کر دیتے ہیں:

بہت کرتا ہے دعوے دوستی کے
نبھاتا پر نہیں وعدے وفا کے
کبھی ہے روکتا دریا کا پانی
کبھی کروا رہا ہے بم دھماکے [۱۳]

بھارت کے بعد انھوں نے امریکی حکمران طبقے کی مسلم دشمنی اور توسیع پسندانہ عزائم کو بے نقاب کیاہے۔انھوں نے اپنے شگفتہ انداز میں امریکہ کی دوسرے ممالک کے ساتھ منافقت کو پیش کیاہے۔اس حوالے سے ان کا قطعہ "انکل سام" اہم ہے جس میں وہ امریکی دوہری پالیسی پر ٹھٹھول کرتے ہیں:

تم اپنا فائدہ پیش نظر رکھتے ہو چاچا جی
تمہاری حکمت عملی سے دل نہ بدگماں کیوں ہو؟
تمہاری دوستی خطرے سے خالی ہو نہیں سکتی
"ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟" [۱۴]

ان کے علاوہ انھوں نے یورپ کی سماجی و معاشی صورت حال، پاکستان پر آئی ایم ایف اور دیگر عالمی مالیاتی اداروں کی اجارہ داری اور پاکستان کی ناکام خارجہ پالیسی پر ہمارے ارباب اختیار کو آڑے ہاتھوں لیاہے۔

تہذیبی زوال کا نوحہ

پاکستان کی تہذیب وثقافت مختلف ثقافتوں کا اقدار کا ملغوبہ ہے۔اس تہذیب پر یورپی اور ہندی اثرات نمایاں اور غالب ہیں۔اس کا اثر ہماری خوراک، طرزِ لباس، طرز تعمیرات اور دیگر سماجی شعبوں پر نمایاں دکھائی دیتاہے۔ادیب چونکہ معاشرے کا نباض اور ترجمان ہوتاہے۔معاشرے کی نبض پر اس کا ہاتھ ہوتاہے اور اسی وجہ سے وہ معاشرے کے حقیقی مسائل اور معاملات کو موضوع بناتاہے۔ڈاکٹر عمران ظفر نے ہماری تہذیب پر بھارتی تہذیب کے اثرات اور اسباب کا جائزہ لیاہے۔اس تناظر میں ان کی نظم بعنوان "سٹار پلس" اہم ہے جس میں ہمارے تہذیبی زوال کا نوحہ پڑھا گیاہے اور نوجوان نسل کی تہذیبی تبدیلی پر طنزیہ وار کیے گئے ہیں:

ہوا ہے ہندی ڈرامے کا راج کیا کہیۓ
عجب طرح کا بنا ہے سماج کیا کہیۓ
یہی جو حال رہا ایک دن وہ آئے گا

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024
تحقیقی و تنقیدی مجلّہ
دریافت

یہ آسماں مری میت کو یوں رلائے گا
بلائیں گے کسی پنڈت کو میرے گھر والے
مری چیتا کو جلائیں گے میرے گھر والے(۱۵)

انھوں نے مختلف تقاریب، رسوم و رواج، خلاقی پسماندگی اور تہذیبی اقدار کی بکھرتی دھجیوں کا نوحہ بھی پڑھا ہے۔

شعبہ طب کی حالت زار

پاکستان میں عام شخص کو صحت کی معیاری سہولیات میسر نہیں ہیں۔ سرکاری ہسپتال تعداد میں نہایت کم ہیں۔ پاکستانی ڈاکٹروں نے مہنگے نجی شفاخانے کھول رکھے ہیں جن سے علاج کرانا اوسط یا کم آمدن والے افراد کی بس کی بات نہیں۔ ڈاکٹر عمران ظفر نے ایسے لالچی اور بے ضمیر ڈاکٹروں کو آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ انھوں نے اس سنجیدہ اور پریشان کن مسئلے کو بھی ہلکے پھلکے انداز میں پیش کیا ہے۔ نظم بعنوان "پرائیویٹ کلینک پر" کے آخری اشعار اس تناظر میں طبی شعبے کا ٹھٹھہ اڑاتے ہیں:

یاد تھیں جتنی دوائیں کر دیں کاغذ پر رقم
"نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کا شغر"
میں دوالے کے کلینک سے چلا ہی تھا کہ پھر
بھاگ کر آیا کہیں سے ان کا اپنا ہی پسر
ہاتھ میں کاغذ تھے پکڑے، باپ سے بولا یہی
یہ رپورٹ ان کی نہیں تھی ان کو تو ہے درد سر
یہ کوئی اظفر علی تھے، جن کا ناقص ہے جگر
اور جنھیں اب چیک کیا ہے یہ تو ہیں عمران ظفر(۱۶)

اسی طرح قطعہ "ہومیوپیتھک" میں ہومیوپیتھی طریقہ علاج اور ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی طنز کا نشانہ بنایا گیا ہے جو شعور کے فقدان اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے کئی موذی اور جان لیوا بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ اپنا علاج مستند طبیب سے کرانے کے بجائے دیسی نیم حکیم سے کراتے ہیں۔

اردو طنزیہ و مزاحیہ شاعری میں شعرا پر طنز کی روایت بھی خاصی مستحکم ہے۔ ڈاکٹر عمران ظفر نے اپنی طنز و مزاحیہ شاعری میں مسلسل شاعر اور شاعرات پر طنز کے وار کیے ہیں اور ان کی حرکات و سکنات کو مزاحیہ انداز میں پیش کیا ہے۔ ان کے قطعہ بعنوان "شاعر اور روزہ" میں انھوں نے شعرائے کرام کی نازک مزاجی پر انھیں آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ ایک شاعر روزہ رکھ کر اپنی آپ بیتی سناتے ہوئے یوں گویا ہوتا ہے:

گرمیوں میں روزہ رکھ کے حال میرا یہ ہوا
جس طرح فتراک میں عالم ہو اک نخچیر کا

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

سولہ گھنٹے کس طرح کٹتے ہیں کیا بتلاؤں میں
"صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا"(۱۷)

ڈاکٹر عمران ظفر ایک غزل میں ایسے شعرا کا چالان کرنے کا مشورہ دیتے ہیں جو شعر گوئی کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کرتے۔ "شاعرِ زلزلہ انگیز" میں انھوں نے ایسے تمام شعرا کو آڑے ہاتھوں لیا ہے جو مشاعرے میں اتنے زور سے اپنا کلام سناتے ہیں کہ ان کی ولولہ انگیزی درحقیقت زلزلہ انگیزی بن کر رہ جاتی ہے۔ "واہ رے شاہد اشرف" کے عنوان سے لکھے گئے قطعہ میں شاعر نے اپنی ذات اور اپنی مزاحیہ شاعری کو طنز کا نشانہ بنایا ہے۔ اسی طرح کرونائی صورت حال اور لاک ڈاؤن میں شعرا کی عادات و اطوار کو شاعری کے پیرائے میں ڈھال کر مزاحیہ صورت حال پیدا کی گئی ہے۔

انھوں نے ہمارے معاشرے کے مختلف طبقات اور افراد کی غیر متوازن حرکات و سکنات کو خوب آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ ان طبقات میں استاد، دانش ور، جج، پولیس اہلکار اور مولوی حضرات شامل ہیں۔ وہ معذور بچوں کو دینی تعلیم دینے اور دماغی طور پر تندرست اور ذہین بچوں کو دنیوی تعلیم دینے اور ڈاکٹر، انجینئر اور افسر بنانے پر انگشت بدنداں ہیں۔ یہ ہمارا اجتماعی المیہ ہے کہ ہم نے مذہب کو سب سے آخری ترجیح رکھا ہوا ہے۔ اس حوالے سے ان کا قطعہ "لوگ" قابلِ غور ہے اور ہمارے رویوں پر طنز ہے:

ہو اگر بے عیب بچہ ہر گھڑی رکھ کے نظر
ڈاکٹر، انجینئر، افسر بنالیتے ہیں لوگ
اتفاقاً وہ اگر نابینا و معذور ہو
مدرسے کے بچوں میں کیونکر بٹھادیتے ہیں لوگ(۱۸)

ہمارے پولیس کے محکمے کی غلط کاریوں کو بے نقاب کرنے کے لیے انھوں نے کئی قطعات اور اشعار تخلیق کیے ہیں۔ ان میں "تھانے میں"، "دورانِ تفتیش"، "ٹریفک سارجنٹ" وغیرہ جیسے قطعات نمایاں ہیں۔ اسی طرح انھوں نے ہمارے نظامِ انصاف کی سست روی اور دوہرے معیار کو بھی خوب آڑے ہاتھوں لیا ہے جس میں امیر اور غریب کے لیے الگ الگ قوانین ہیں۔ اس حوالے سے ان کا قطعہ بعنوان "انصاف" پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے:

دیس کا حال سناؤں تو بھلا کیسے، کبھی
کسی منصف، کسی رہبر کو بھی تقویٰ نہ ہوا
ساٹھ سالوں سے سنتے ہیں ملے گا انصاف
"ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندہ معنی نہ ہوا"(۱۹)

انھوں نے عہدِ حاضر کے مسلمانوں کی نفسیات اور عادات و اطوار کا نقشہ کھینچا ہے۔ قطعہ "عصرِ حاضر کا مسلمان" میں مسلمانوں کی بے عملی، کاہلی اور بے ضمیری کو طنز کا نشانہ بنایا ہے۔ انھوں نے ہمارے ذرائع آمد و رفت کی حالتِ زار، ہماری سڑکوں کی ناگفتہ بہ صورت حال، پاکستان میں بھکاریوں کی تعداد میں اضافے، حکومتی نظام کی خرابیوں، معاشرے میں موجود برائیوں، ناہمواریوں اور انفرادی و

اجتماعی غیر متوازن رویوں، نام نہاد عاشقوں اور ان کی عجیب و غریب و مضحکہ خیز حرکات و سکنات پر بھی پھبتیاں کسی ہیں۔ یہ کہنا قطعی طور پر مبالغہ نہ ہو گا کہ انھوں نے مہارت سے متنوع افکار و خیالات اور موضوعات کو بیان کرنے کے لیے طنزیہ و مزاحیہ شاعری کا سہارا لیا ہے۔ ایک غزل میں عشاق کو وہ طنز کا نشانہ ان الفاظ میں بناتے ہیں:

نالہ و فریاد سے شب بھر جسے فرصت نہ ہو
عاشق بے جان کا چالان ہونا چاہیئے
عاشقوں کے چین کو جو لوٹ لیتی ہے
ایسی ہر مسکان کا چالان ہونا چاہیئے[۲۰]

ڈاکٹر عمران ظفر کی مزاحیہ شاعری میں مزاح پیدا کرنے کے حربوں کا ذکر کیا جائے تو انھوں نے اپنی مزاحیہ شاعری میں زیادہ تر تحریف نگاری سے کام لیا ہے۔ تحریف نگاری کا انگریزی مترادف پیروڈی ہے۔ پیروڈی ایسے منظوم یا منثور اشعار یا الفاظ ہیں جن میں ایک یا ایک سے زائد مصنفین کے کلام کی روح اور خصوصیات کی یوں نقل کی جائے کہ وہ مضحکہ خیز معلوم ہوں۔ اس کے تین طریقے ہو سکتے ہیں۔ الفاظ کی تبدیلی اور کمی بیشی، مصنف یا شاعر کے انداز واسلوب کی نقل یا پھر موضوع اور ہیئت کی نقل۔ ان کے علاوہ مصرعوں کی پیوستگی سے بھی پیروڈی کی جاسکتی ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"پیروڈی کا مقصد کسی مصنف کی تحریر یا اشعار کی نقل سے مزاح پیدا کرتے ہوئے اس تحریر یا اشعار سے وابستہ مفہوم، تصور، نقطہ نظر یا خیال کو کم عیار ثابت کر کے غیر اہم قرار دینا یا پھر مسترد کرنا ہے۔ اردو میں پیروڈی کے لیے تحریف کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔"[۲۱]

ڈاکٹر عمران ظفر نے اپنی شاعری میں مزاح کے اس حربے کا استعمال جا بجا کیا ہے۔ اس تناظر میں ان کا شعری مجموعہ "کرونا مرے آگے" زیادہ اہم ہے۔ اس شعری مجموعے کا عنوان ہی تحریف نگاری کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ تحریف نگاری سے ان کا تعلق زمانہ طالب علمی سے ہے۔ انھوں نے "کرونا مرے آگے" میں ایک ہی موضوع پر تحریف نگاری کی ہے جو ایک مشکل کام ہے۔ وہ معروف مصرعوں پر اس طرح گرہ لگاتے ہیں کہ وہ مصرع ان کا ذاتی معلوم ہونے لگتا ہے۔ تحریف نگاری کے لیے انھوں نے مختلف شعرا کی غزلیات پر طبع آزمائی کی ہے۔ مگر تمام اشعار کو اس مہارت سے بیان کیا ہے کہ قاری داد دیئے بنا نہیں رہ سکتا۔ مثال کے طور پر بہادر شاہ ظفر کی مشہور غزل کی پیروڈی انھوں نے اس سلیقے سے کی ہے کہ قاری ان کی پیروڈی پر عش عش کر اٹھتا ہے:

خوف و ہراس پھیلا ہے قرب و جوار میں
جب سے یہ وبا آئی ہے اپنے دیار میں
اک پل تو یوں لگا کہ کرونا مجھے بھی ہے
میں نے علامتیں جو پڑھیں اشتہار میں
کتنا ہے بدنصیب ظفر دید کے لیے

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024
تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

دو ہفتے سے گزر نہ ہوا کوئے یار میں(۲۲)

انھوں نے جن شعرائے کرام کے کلام کی پیروڈیاں لکھی ہیں، ان میں میر تقی میر، انشاء اللہ خاں انشا، حیدر علی آتش، بہادر شاہ ظفر، شیخ محمد ابراہیم ذوق، مرزا اسد اللہ خان غالب، مومن خاں مومن، داغ دہلوی، اکبر الہ آبادی، علامہ اقبال، حسرت موہانی، یاس یگانہ چنگیزی، جگر مراد آبادی، فیض احمد فیض وغیرہ کے نام، نمایاں ہیں۔ ان کے علاوہ قطعات کی صورت میں بھی پیروڈی کی عمدہ مثالیں کلامِ ڈاکٹر عمران ظفر میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ انہوں نے تضمین نگاری سے بھی مزاح پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ تضمین سے مراد اپنے یا کسی دوسرے شاعر کے مصرعے یا شعر پر مصرع لگانا ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک مصرعے پر ایک مصرع لگانا، ایک شعر پر ایک مصرع لگا کر مثلث بنانا، مطلع پر مطلع لگانا، شعر پر تین مصرعے لگا کر مخمس کرنا، شعر پر چار مصرعے لگا کر مسدس کرنا، کئی شعر لگا کر قطعہ بند کرنا یا قطع میں ایک مصرعہ لگانا۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"کسی شاعر کے کسی شعر میں یا مصرع یا قرآن کی کسی آیت یا حدیث کے کسی ٹکڑے کو اپنے کلام میں شامل کر لینے کا نام تضمین ہے۔"(۲۳)

ان کے کلام میں تضمین کی عمدہ مثالیں سامنے آتی ہیں۔ شاعر نے تضمین نگاری سے قاری کو گدگدانے کا پورا بندوبست اپنی مزاحیہ شاعری میں بارہا کیا ہے۔ اس حوالے سے ان کا قطعہ بعنوان ”ٹریفک سارجنٹ“ قابلِ مطالعہ ہے جس میں آخری مصرع تضمین نگاری کی طرف واضح طور پر اشارہ کرتا ہے:

صبح سے چوک پہ بیٹھا ہوں بڑا مندا ہے
کوئی مرغا جو پھنسے دل کو قرار آجائے
اک ہرا نوٹ مری جیب میں آئے ایسے
”جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آجائے“(۲۴)

انھوں نے تضمین نگاری کے ذریعے اپنے کئی اشعار، غزلیات، نظموں اور قطعات میں مزاح پیدا کیا ہے۔ اپنے اشعار میں ڈاکٹر عمران ظفر نے مزاح پیدا کرنے کے لیے محاورات، کہاوتوں، روزمروں اور ضرب الامثال کا استعمال بھی شعری پیرائے میں سلیقے اور مہارت سے کیا ہے۔ مثال کے طور پر اپنے شعری مجموعے بعنوان ”شعر آیا شعر آیا“ میں انھوں نے کئی محاورات اور کہاوتوں کو برتا ہے۔ ذیل میں نمونے کے طور پر مذکورہ غزل سے چند اشعار اہم ہیں:

ڈھول ہوں اور پھٹا ہوں تیرے کس کام کا ہوں
”میں کہ محروم نواہوں تیرے کس کام کا ہوں“
لوگ کہتے ہیں کہ ہوں موڈی پتنگا میں بھی
سرپھرا، نک چڑھا ہوں تیرے کس کام کا ہوں
میں کریلے کی طرح کڑوا کسیلا ہوں بہت
دوسرا نیم چڑھا ہوں تیرے کس کام کا ہوں(۲۵)

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

درج بالا غزل کے اشعار میں محاورات اور ضرب الامثال کو مہارت سے بیان کیا گیا ہے جو شاعر کی زبان دانی اور لسانیات پر مکمل گرفت کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے مختلف زبانوں کے الفاظ کو بھی بر محل استعمال کر کے شاعری میں مزاح پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

مزاح نگاری کا ایک کارآمد حربہ زبان و بیان کی بازیگری ہے۔ ڈاکٹر عمران ظفر کے کلام میں لفظی بازیگری کی مثالیں بھی کثرت سے ملتی ہیں۔ لفظی بازیگری سے مزاح پیدا کرنے کا سب سے پرانا طریقہ تکرار کو سمجھا جاتا ہے لیکن اس ضمن میں رعایتِ لفظی کو زمانہ قدیم سے ہی اہمیت حاصل ہے۔ رعایتِ لفظی کے بارے میں ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں:

"رعایتِ لفظی کا مقصد یہ ہے کہ لفظ کو اس انداز سے استعمال کیا جائے کہ ناظر کو اس لفظ کے دو مختلف مطالب کا احساس ہو۔"[۲۶]

ڈاکٹر عمران ظفر کی شاعری میں رعایتِ لفظی کے لیے ان کے بہت سے قطعات پیش کیے جا سکتے ہیں۔ ان کا ایک قطعہ بعنوان "شادی ہال میں" اس ضمن میں بطور مثال ملاحظہ ہو:

معززین علاقہ بھی بن گئے وحشی
اشارہ جیسے ہوا جا کے کھانا کھانے کو
جو شادی ہال تھا بے حال ہوگیا پل میں
ذرا سی دیر میں کیا ہوگیا زمانے کو[۲۷]

مزاحیہ صورتِ واقعہ کو مزاح نگاری میں ایک اہم اور کامیاب حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے مزاح کے جو بنیادی محرکات پیش کیے ہیں ان میں مزاحیہ صورتِ واقعہ بھی شامل ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا اس حربے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مزاحیہ صورتِ واقعہ تین اہم عناصر کی رہینِ منت ہوتی ہے۔ ——— ناہمواریوں کی اچانک پیدائش، الجھن میں اسیر انسان کے مقابلے میں ناظر کا احساسِ برتری اور یہ تسکین دہ احساس کہ اس واقعے میں صدمے یا دکھ کا پہلو موجود نہیں۔"[۲۸]

ڈاکٹر عمران ظفر کی شاعری میں اس حربے کا استعمال بہت ماہرانہ اور فنکارانہ انداز میں کیا گیا ہے۔ ان کے بہت سے قطعات میں مزاحیہ صورتِ واقعہ کی مثالیں ملتی ہیں۔ ان قطعات کو پڑھ کر قاری کو ہرگز یہ احساس نہیں ہوتا کہ زبردستی مزاح پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، بلکہ ان کی شاعری میں فطری مزاح کا عکس واضح طور جھلکتا ہے۔ مزاحیہ صورتِ واقعہ کی مثال ان کے قطعے میں ملاحظہ ہو:

محفل میں میرے سر سے جو کل وگ پھسل گئی
اتنے ہنسے وہ، اُن کی بتیسی نکل گئی
شوگر مجھے ہوئی تو میں کرتا تھا احتیاط
برفی کو دیکھ کر میری نیت بدل گئی[۲۹]

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024
تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

کردار نگاری نے ہمیشہ سے ہی ادب میں اپنا منفرد مقام اور اپنی اہمیت منوائی ہے۔ نثر میں مزاحیہ کرداروں کی جابجا مثالیں ملتی ہیں ۔اس کے برعکس شاعری میں بہت کم شعرا نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ بیسویں صدی میں اختر شیرانی، ن۔م راشد نے اپنی شاعری میں کردار تخلیق کیے۔ ڈاکٹر عمران ظفر نے بھی قدما کی تقلید کرتے ہوئے اپنی شاعری میں مختلف کردار تراشے ہیں۔ انھوں نے اپنی شاعری میں مولوی، قصائی، ڈاکٹر، انکل سام (امریکہ) اور مختارے کے کرداروں کو لطیف انداز میں عمدگی سے پیش کیا ہے۔ اس تناظر میں ان کے کلام سے قطعہ بطور مثال ملاحظہ ہو:

انکل سام

مسلم کے بھی مرنے کا انھیں دکھ تو ہے لیکن
اپنوں کی ہلاکت ہو تو اندازِ فغاں اور
مقتول کی امداد کو دیتے ہیں ڈالر
"جلاد سے لیکن وہ کہے جائیں کہ 'ہاں' اور"(۳۰)

اگرچہ ان کی شاعری مختلف زبانوں کے الفاظ کے استعمال کی وجہ سے پھولوں کا ایک گلدستہ معلوم ہوتی ہے جس میں مختلف رنگوں اور مختلف خوشبوؤں کے حامل پھول موجود ہیں لیکن ان میں گلِ سرسبد کی حیثیت اردو کو حاصل ہے۔ ڈاکٹر عمران ظفر کی مزاحیہ شاعری کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ عہدِ حاضر کے نامور اور اہم مزاح گو شاعر ہیں اور اردو مزاحیہ شاعری کی روایت کے تسلسل میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ انھوں نے اصنافِ شاعری کو کمال مہارت اور سلیقے سے برتا ہے۔ مزاح نگاری کے حربوں میں سے تحریف اور تضمین نگاری ان کے سب سے زیادہ موثر اور کارگر ہتھیار ثابت ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر عمران ظفر نے ان حربوں کو جس کمال مہارت سے استعمال کیا ہے وہ ان کی فنّی چابکدستی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ آرین پور، یحیی، از صبا تا نیما، انتشارات کتابہای جیبی، تہران، ۱۳۵۵ش/۱۹۷۶، ص ۳۵
۲۔ اشفاق احمد ورک، اردو نثر میں طنز و مزاح، بیت الحکمت، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۲۲
۳۔ انور جمال، ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، طبع سوم، ۲۰۱۲ء، ص ۱۷۴
۴۔ عمران ظفر، شعر آیا شعر آیا، کری ایٹو پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۱۹ء، ص ۳۹
۵۔ ایضاً، ص ۹۵
۶۔ ایضاً، ص ۹۹
۷۔ عمران ظفر، کرونا مرے آگے، کری ایٹو پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۲۰ء، ص ۲۱
۸۔ ایضاً، ص ۲۸
۹۔ عمران ظفر، شعر آیا شعر آیا، ص ۱۰۴

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۳

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۹

۱۲۔ عمران ظفر، کرونا مرے آگے، ص ۱۲۶

۱۳۔ عمران ظفر، شعر آیا شعر آیا، ص ۱۹

۱۴۔ ایضاً، ص ۴۸

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۱۹۔۱۱۸

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۰۳

۱۷۔ ایضاً، ص ۳۱

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۷

۱۹۔ ایضاً، ص ۲۵

۲۰۔ ایضاً، ص ۸۸

۲۱۔ سلیم اختر، تنقیدی اصطلاحات: توضیحی لغت، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۶۶

۲۲۔ عمران ظفر، کرونا مرے آگے، ص ۵۷۔۵۶

۲۳۔ حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز، ادبی اصطلاحات کا تعارف، اسلوب، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۴۷

۲۴۔ عمران ظفر، شعر آیا شعر آیا، ص ۲۲

۲۵۔ ایضاً، ص ۸۴

۲۶۔ وزیر آغا، اردو ادب میں طنز و مزاح، مکتبہ عالیہ، لاہور، گیارہویں بار، ۲۰۰۷ء، ص ۵۰

۲۷۔ عمران ظفر، شعر آیا شعر آیا، ص ۳۴

۲۸۔ وزیر آغا، اردو ادب میں طنز و مزاح، مکتبہ عالیہ، لاہور، گیارہویں بار، ۲۰۰۷ء، ص ۴۶

۲۹۔ عمران ظفر، شعر آیا شعر آیا، ص ۳۴

۳۰۔ ایضاً، ص ۲۳

References in Roman Script:

1. Arian Pur, Yahya, Az Saba Ta nima, intsharat Kitab Haye Jibi, Tehran, 1976, P. 35
2. Ishfaq Ahmed Virk, Urdu Nasar me Tanzo Mizah, Bait ul Hikmat, Lahore, 2004, P. 22
3. Anwar Jamal, Adbi Isilahat, National book Foundation, Islamabad, 2012, P. 174
4. Imran Zafar, Sher Aya Sher Aya, Creative Publishers, Faisalabad 2019, Page 39
5. Ibid P. 95
6. Ibid P. 99

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

7. Imran Zafar, Corona Mery Agy, Creative Publishers, Faisalabad 2020, P. 21
8. Ibid P. 28
9. Imran Zafar, Sher Aya Sher Aya, P. 104
10. Ibid P. 23
11. Ibid P. 29
12. Imran Zafar, Corona Mery Agy, P. 126
13. Imran Zafar, Sher Aya Sher Aya, P. 19
14. Ibid P. 48
15. Ibid P. 118-119
16. Ibid P. 103
17. Ibid P. 31
18. Ibid P. 17
19. Ibid P. 25
20. Ibid P. 88
21. Saleem Akhtar, Tanqeedi Istilahat, Sang -e-Mel Publications, Lahore, 2011, P. 66
22. Imran Zafar, Corona Mery Agy, P. 57-56
23. Hafeez Siddiqui, Ab ul Ejaz, adbi Istilahat ka Taruf, asloob Lahore, 2015, page 147
24. Imran Zafar, Sher Aya Sher Aya, P. 22
25. Ibid P. 84
26. Wazeer Agha, Urdu Adab me Tanz o Mazah, Maktba Aalia, Lahore, 2007, P. 50
27. Imran Zafar, Sher Aya Sher Aya, P. 34
28. Wazir Agha, Urdu Adab me Tanz o Mazah, P. 46
29. Imran Zafar, Sher Aya Sher Aya, P. 34
30. Ibid P. 23

Dr. Ali Bayat is a distinguished Faulty Member in the Department of Urdu at the University of Tehran, Iran. Holding a Ph.D. in Urdu, his fields of interest encompass poetry and Urdu criticism. Dr. Bayat has made substantial contributions to Urdu literature, with 30 articles published in renowned Journals and 05 books, highlighting his expertise and dedication to advancing the study and appreciation of Urdu.

Mr. Aamir Bashir is a dedicated Research Scholar at Riphah International University's Faisalabad Campus, Pakistan. He holds M. Phil degree in Urdu and has a special interest in research and editing. Mr. Bashir has contributed to the field of Urdu literature, having published 06 articles and 01 book, underscoring his commitment to academic excellence and literary advancement.